بغداد اسلامی تہذیب کا مرکز

محمد نعیم اشرف*
محمد فخر معین**

ABSTRACT
Travelogue literature is good way to know about different places. Travelers face many incidents and accidents for which we have no approach in general books. A tourist presents a real picture of the society and the life of visited place. Iraq has been particularly prominent in the world and especially in the Arab world. Many famous religious personalities belong to this area. Iraq has been the center of knowledge and culture for many decades. Its capital Baghdad has been a place for many Muslim scholars. In addition to its geographical, scientific, religious and historical significance, Iraq contributed much to promote Arabic language. Thousands of books of different languages and culture translated to Arabic before and after Abbasid Caliphate and thus contributed to Arabic language more than anyone else contributed. Due to its importance, many travelers traveled to this city during different times and wrote about it. This article will focus Baghdad in travelogues written by many tourists focusing on their customs, manners, civilization, ethics, literature and culture during different eras. Different writers had written travelogues with their own point of view and most of them had presented the political, cultural and sociological studies with reference to ancient Islamic civilization.

Keywords: Iraq, Baghdad, Travelogue, Arab world, Center of knowledge, Arabic language.

عراق دنیا میں بالعموم اور عرب میں بالخصوص ایک نمایاں حیثیت کا حامل رہا ہے۔ اس کی سرزمین زمانہ قدیم سے مرکز علم و ثقافت ہونے کے ساتھ ساتھ تاریخ کے نامور امراء و سلاطین کا پایہ تخت رہی ہے۔ عراق مذہبی اور تاریخی اہمیت کے پیش نظر یہ زائرین اور سیاحوں کی توجہ کا مرکز رہا ہے۔ انہی وجوہات کی بنیاد پر اہل قلم اور علماء کرام عراق کی زیارت کرتے اور اپنی سیاحت کے متعلق اپنے تجربات اور مشاہدات کو سفر نامے کی شکل میں تحریر کرتے آئے ہیں۔

سفر ناموں کی تہذیبی و تمدنی اہمیت مسلم ہے۔ سفر ناموں سے بہت سے ایسے واقعات اور حادثات کا پتہ چلتا ہے جو عام کتابوں میں نہیں ملتے۔ اپنے زمانے کے حالات و واقعات اور تہذیب و معاشرت کو ایک سیاح اپنے نقطہ نظر سے پیش کرتا ہے اور اپنے عہد کی خاص تہذیب، شادی بیاہ لوگوں کے رسم و رواج کو سفر ناموں میں جس انداز سے بیان

* لیکچرر، شعبہ عربی، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد　برقی پتا: mnashraf@numl.edu.pk
** لیکچرر، شعبہ عربی، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

کرتا ہے، وہ عام تاریخی کتابوں میں نہیں ملتے مثلاً رسم ورواج، آداب واخلاق، نشت وبرخاست وغیرہ کے کیا طریقے تھے؟۔ کسی خاص زمانے میں لوگوں کا سیاسی اور سماجی نقطہ نظر کیا تھا؟(۱)

ڈاکٹر قدسیہ قریشی کا فنِ سفر نامہ کے بارے کہنا ہے کہ:

"سفر نامہ ایک ایسا فن ہے جو دوسرے اصناف سے الگ اپنی انفرادیت کا حامل ہے۔ کیونکہ ہر سفر نامے کا سیاح اپنی تحریر میں اپنے حالات سفر اپنے اپنے ڈھنگ سے پیش کرتا ہے۔ ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ سب ہی سفر نامے دلچسپ ہوتے ہیں۔ لیکن عام طور پر سفر نامہ لکھنے والوں نے اپنے حالات سفر کو بڑے دلچسپ پیرائے میں بیان کیا ہے۔ اور یہ امر قابل ذکر ہے کہ جب تہذیبی اور سماجی حالات سے انسان کماحقہ واقفیت حاصل کرلیتا ہے تو اس کے لئے ملک کے دوسرے حالات سمجھنے اور جاننے میں زیادہ دقت نہیں ہوتی"۔ (۲)

بعض سیاحوں نے اکثر سفر ناموں میں صرف دلچسپی پیدا کرنے کے لیے بہت سی باتیں اپنی طرف سے شامل کر دی۔ یا بہت سی باتیں صرف سن کر بغیر تصدیق کے اپنے سفر نامے میں درج کرلی ہیں۔ اس لیے اگر سفر نامے کو تہذیبی وتمدنی حیثیت سے استعمال کرنا ہو تو بڑی محنت اور دیدہ ریزی سے سارے واقعات اور بیانات کی چھان پھٹک کرنی پڑے گی۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو نہ صرف یہ کہ غلطی کا امکان ہے بلکہ بعض حالات میں گمراہی کا سبب ہوسکتی ہے۔ (۳)

اس میں کوئی شک نہیں کہ سفر ناموں سے واقعی ملک کے اصل حالات وواقعات ہمارے سامنے آجاتے ہیں۔ اور ہم نہ صرف اپنے ملک بلکہ بیرون ملک کے حالات وواقعات، ادب، تاریخ، اقتصادی اور تجارتی حالات سے کماحقہ واقفیت حاصل کرتے ہیں۔ (۴)

جغرافیائی، علمی، مذہبی اور تاریخی اہمیت کے ساتھ ساتھ عراق کو عربی زبان کی ترویج واشاعت میں بھی ایک سنگ میل کی حیثیت حاصل ہے۔ عربی زبان و ادب کی بیشتر بنیادی کتب جنہیں امہات الکتب کہا جاتا ہے انکے مصنفین کا تعلق براہ راست بالواسطہ عراق سے ہے اور خاص طور پر عباسی دور کی کتابوں کا عربی لغت وادب کو صحیح بنیادوں پر اور مکمل گہرائی کے ساتھ سمجھنے کیلئے عراق کی سرزمین کے بارے جو کچھ بھی لکھا گیا ہے اس پر علمی انداز میں تحقیق کرنا اور اعلی تحقیق کے اسلوب کو اپناتے ہوئے اس پر مقالہ لکھنے کو انتہائی اہمیت کا درجہ حاصل ہے۔ اور بہت سے علوم وفنون کو ترجمہ کے ذریعے عربی زبان وادب کا حصہ بنانا اہل عراق کے کارہائے نمایاں میں سے ایک اہم کارنامہ ہے۔ بغداد کا بیت الحکمۃ عربی واسلامی علوم کا مرکز رہا ہے۔ ان تمام وجوہ واسباب کا تذکرہ ہمیں عراق کے حوالے سے لکھے گئے سفر ناموں میں بھی ملتا ہے۔

دینی علوم کی جو مرکزیت حرمین شریفین کے بعد اس خطے کو حاصل ہوئی، وہ عالم اسلام کے کسی اور خطے کو نصیب نہیں ہو سکی۔ پھر بغداد صدیوں تک پورے عالم اسلام کا سیاسی علمی اور ثقافتی مرکز بنا رہا، اور اس نے ہر شعبہ زندگی میں جو بے مثال شخصیتیں پیدا کیں وہ ہماری تاریخ کا سنہری باب ہیں۔ (۵)

بغداد کی وجہ تسمیہ

جب مسلمانوں نے عراق فتح کیا تو بغداد کوئی قابل ذکر شہر نہ تھا، کسریٰ کے زمانے میں دجلہ کے مغربی کنارے پر یہ ایک چھوٹی سی بستی تھی، کہتے ہیں کہ کسریٰ نے ایک بت پرست غلام کو یہ علاقہ بطور جاگیر دیا تھا، وہ جس بت کی پرستش کرتا تھا، اس کا نام "بغ" تھا، اس لیے اس نے کہا کہ "بغ داد" (یعنی یہ علاقہ مجھے بغ نے دیا ہے) اسی لیے بہت سے علماء اس شہر کو بغداد کہنا پسند نہ کرتے تھے۔ (۶)

عباسی خلیفہ ابو جعفر منصور نے کوفہ سے موصل تک کا دورہ کرنے کے بعد دجلہ کے کنارے اس جگہ کو پسند کیا اور کہا کہ "اس جگہ کے ایک طرف دجلہ ہے، یہاں سے ہمارے اور چین کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو گی، اور دوسری طرف فرات ہے، جہاں سے شام اور رقہ کے ساتھ رابطہ رہے گا۔" (۷)

چنانچہ خلیفہ منصور کے حکم سے اس کی تعمیر سنہ ۱۴۶ھ میں مکمل ہوئی، منصور نے اس شہر کا نام مدینۃ السلام رکھا۔ کیونکہ "بغداد" کے نام میں شرک کا شائبہ تھا۔ (۸)

یہ بھی اس شہر کے عجائب میں سے ہے کہ بغداد صدیوں سے بنو عباس کا دار الخلافہ رہا لیکن بنو عباس کے کسی خلیفہ کا اس شہر میں انتقال نہیں ہوا، کہا جاتا ہے کہ صرف ہارون رشید کے بیٹے امین کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ بغداد میں قتل ہوا، لیکن اس کے بارے میں بھی ابو بکر احمد بن علی بن ثابت الخطیب البغدادی نے اپنی مشہور کتاب تاریخ مدینۃ السلام میں لکھا کہ درحقیقت وہ بھی بغداد میں قتل نہیں ہوا، بلکہ دریائے دجلہ میں تفریحاً کشتی رانی کرتے ہوئے شہر سے دور نکل گیا تھا، وہیں گرفتار ہوا، اور وہیں قتل کیا گیا۔ (۹)

رفتہ رفتہ بغداد مسلمانوں کی تہذیب وتمدن اور علم وفن کا وہ گہوارہ بنا کہ دنیا میں اس کی نظیر ملنی مشکل تھی۔ حسن وجمال، ترتیب وتنسیق اور تہذیب وثقافت کے لحاظ سے یہ شہر اتنا دلکش تھا کہ امام شافعی جیسے متقی فقیہ اور بزرگ نے ایک مرتبہ اپنے شاگرد یونس بن عبد الاعلی سے پوچھا کہ کیا تم نے بغداد دیکھا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں! تو امام شافعی نے فرمایا: پھر تو تم نے دنیا ہی نہیں دیکھی۔ (۱۰)

محمد تقی عثمانی نے اپنے سفر نامے میں فرماتے ہیں کہ "دن کی روشنی میں بغداد کی سڑکیں اور عمارتیں پہلی بار نظر آئیں تو یہ بیسوں صدی کا ایک جدید شہر تھا، عمارتیں خوبصورت، سڑکیں صاف ستھری اور کشادہ جا بجا چوراہوں پر

بنے ہوئے پلوں اور زمین دوز راستوں نے ایک طرف ٹریفک کا مسئلہ بخوبی حل کر دیا ہے، اور دوسری طرف راستوں کے حسن کو چار چاند لگا دیتے ہیں''۔ (۱۱)

محمودہ عثمان حیدر اپنے سفر نامے (مشاہدات بلاد اسلامیہ) میں بغداد کے حوالے سے یوں رقم طراز ہیں:

''عراقی بھی ایرانیوں کی طرح ہیٹ کے بجائے قومی ٹوپی پہنتے ہیں۔ یہ ٹوپی اونچی پھانک دار طرح کی ہوتی ہے۔ اسے وہ سدارا کہتے ہیں''۔ (۱۲) عمارت نہایت وسیع اور شاندار ہے۔ بغداد میں سید محی الدین شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی آرام گاہ ہے۔''(۱۳)

موسم میں بڑی خوشگوار خنکی تھی اور دجلہ پوری آب و تاب کے ساتھ بہ رہا تھا۔ (۱۴)

اس تاریخی دریا میں ایک مچھلی مقامی زبان میں ''بنّی'' کہلاتی ہے، جو بڑی لذیذ اور بو سے یکسر خالی ہوتی ہے۔ بغداد میں اسے پکانے کا بھی ایک منفرد طریقہ رائج ہے۔ اسے بیچ سے چیر کر ایک تنور پر تقریبا بیس پچیس منٹ سینکا جاتا ہے اور وہ اس مختصر وقت میں تیار ہو جاتی ہے۔ (۱۵)

بغداد میں حمام بکثرت ہیں، اکثر حماموں پر تارکول پھرا ہوا ہے، دیکھنے والے کو خیال ہوتا ہے کہ سیاہ سنگ مرمر کے ہیں، یہ تارکول ایک چشمہ سے نکالا جاتا ہے، جو کوفہ اور بصرہ کے مابین ہے، اس میں ہمیشہ اس کا سوت چلتا رہتا ہے، یہاں کے حمام میں بہت سے خلوت خانے ہوتے ہیں، ہر خلوت خانہ کے اندر سنگ خام کا ایک حوض ہوتا ہے۔ ہر شخص خلوت خانہ میں تنہا ہو کر نہاتا ہے۔۔۔ ہر داخل ہونے والے کو تین تہبند دیئے جاتے ہیں ایک باندھ کر نہاتا ہے دوسرا نہا کر فارغ ہونے کے بعد باندھتا ہے اور تیسرے سے جسم کا پانی پونچھتا ہے میں نے شہر بغداد کے سوا اس قسم کا کہیں انتظام نہیں دیکھا۔ (۱۶)

بغداد کے مشرق میں بہت سے بازار ہیں، سب سے بڑے بازار کا نام سُوق الثلاثاء ہے۔ اس بازار کے وسط میں مدرسہ النظامیہ ہے، اس کے آخر میں المدرسہ المستضریہ ہے، اس کی نسبت امیر المومنین المستضریہ باللہ کی طرف کی جاتی ہے، اس میں چاروں مذاہب ہیں، ہر مذہب کے لئے علیحدہ علیحدہ محل بنے ہوئے ہیں، ہر ایک میں مسجد اور درس دینے کی جگہ ہے، مدرس کی نشست گاہ ایک لکڑی کے چھوٹے قبہ میں کرسی پر ہے، اس کے دائیں اور بائیں دو شخص اور ہوتے ہیں، جو مدرس کے بیان کئے ہوئے مضمون کو مکرر بیان کرتے ہیں، ان چار نشستوں میں سے ہر نشست کی یہ ترتیب ہے، اس مدرسے کے اندر طالب علموں کے لئے حمام اور وضو کرنے کا مقام ہے۔

مشرق کی جانب تین مسجدیں اور ہیں، ایک جامع الخلیفہ ہے، یہ قصرہائے خلفاء اور ان کے مکانات کے قریب ہے یہ جامع مسجد بہت بڑی ہے، دوسری جامع الجامع السلطان ہے، یہ بیرون شہر ہے، اس کے متصل محل ہیں۔

تیسری جامع مسجد، جامع الرصافۃ ہے اسکے اور جامع السلطان کے مابین تقریباً ایک میل کا فاصلہ ہے۔[۱۷]

عباسی دور میں جہاں بغداد کو سیاسی مرکزیت حاصل رہی وہاں علم و فن میں بھی یہ ممتاز رہا۔ بغداد میں مساجد و مدارس کی کثرت تھی مجالس وعظ کا کثرت سے اہتمام ہوتا تھا اور لوگ ہزاروں کی تعداد میں شریک ہوتے۔[۱۸]

بغداد کا مدرسہ نظامیہ

بغداد میں تیس مدارس تھے یہ سب شرقی حصے میں واقع تھے۔ ان میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جو کسی خوبصورت محل سے کم ہو ان میں سے سب سے بڑا اور مشہور مدرسہ نظامیہ تھا جسے نظام الملک نے بنوایا اور ۵۰۵ھ / ۱۱۱۱ء میں اس کی تجدید ہوئی۔ مدارس کے لیے اوقاف اور جاگیریں مقرر تھیں جن سے مدرس فقہاء اور طلبہ جو وہاں قیام کرتے کو وظائف ملتے ان علاقوں کو مدارس اور شفاخانوں کی وجہ سے عظیم شرف اور فخر حاصل تھا۔[۱۹]

مدرسہ نظامیہ کی لائبریری میں کتابوں کا بڑا ذخیرہ موجود تھا۔ خلیفہ ناصر نے ان میں مزید اضافہ کروایا۔ ۵۸۹ھ / ۱۱۹۳ء میں خلیفہ ناصر نے بغداد میں مدرسہ نظامیہ کی نئی لائبریری بنائی اور اس میں ہزاروں عمدہ اور قیمتی کتب رکھوائیں۔[۲۰]

"حوادث کا شکار ہونے سے پہلے اس شہر کی جو حالت تھی اور مصائب کی نظر بد لگنے سے پہلے جو اس شہر کی کیفیت تھی اس کے لحاظ سے اب اسے ایک پرانا ٹھیکرا سمجھنا چاہئے نہ اس میں اب کوئی حسن ہے جس کی طرف نظر متوجہ ہو اور نہ کوئی ایسی خوبی ہے جو دیکھنے والے کو مبہوت بنالے، ہاں اس کے شرق اور غرب کے مابین ایک دجلہ ضرور واقع ہے، جسے اگر یہ کہا جائے کہ دو صفحوں کے مابین ایک آئینہ نمودار ہے تو درست و بجا ہے، اس کے آب جاری میں کوئی گدلا پن نہیں ہوتا، ایک ایسا آئینہ ہے جو کبھی زنگ آلود نہیں ہوتا۔"[۲۲]

ابن جبیر نے اہل بغداد کی مذمت کرتے ہوئے لکھا ہے:

"اہل بغداد کی تواضع میں ریاکاری تھی اپنے آپ کو بڑا متکبر سمجھتے تھے اجنبیوں سے دور رہتے اور ان کو حقیر جانتے اپنے علاوہ دوسروں کی باتوں کو کمتر سمجھتے۔ ان میں ہر شخص اس بات کا بڑا معتقد تھا کہ ان کے شہر بغداد کے مقابلے میں ساری دنیا ہیچ ہے۔ روئے زمین پر کوئی بھی جگہ جو ان کے شہر کے علاوہ تھی' اسے معمولی گردانتے۔ گویا انکا اعتقاد تھا کہ کہیں بھی ان جیسی اللہ کی مخلوق نہیں اور نہ ہی ان کے شہر جیسی کوئی جگہ۔ لباس کا دامن غرور و تکبر سے گھسیٹتے چلتے' ان کو فخر سمجھتے تھے۔ اجنبی ان کے درمیان رفاقت سے محروم تھا کوئی بھی ایسا شخص نہ تھا جو منافقت سے معاملہ نہ کرتا ہو ہر حالت میں نفع کا حصول خواہ کسی صورت میں ہو کی کوشش کی جاتی۔۔۔"[۲۳]

بغداد کے لوگوں کے حوالے سے ابن جوزیؒ کا کہنا ہے کہ میں نے لوگوں کے حالات پر نظر ڈالی تو ان کو عالم اور جاہل دو قسموں میں پایا۔ جہلاء کی کئی اقسام ہیں، ان میں سے ایک وہ سلطان ہے جس کی تربیت ہی جہل، ریشمی لباس پہننے، شراب پینے اور لوگوں پر ظلم کرنے میں ہوئی اور ان کے عمال کا بھی یہی حال ہے۔ بالجملہ یہ سب خیر سے محروم ہیں۔۔۔(۲۴)

بہت سے سیاحوں نے بغداد کی خوبصورتی کو بیان کیا اور ابن جبیر اور ابن جوزی نے تنقید بھی کی ہے۔

مراجع وحواشی

۱۔ ڈاکٹر قدسیہ قریشی، اردو سفر نامے انیسویں صدی میں، ص: ۲۱۷، نئی دہلی، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، ۱۹۸۷ء

۲۔ ایضا، ص: ۲۲۴　　۳۔ ایضا، ص: ۲۵۶　　۴۔ ایضا، ص: ۲۲۹

۵۔ محمد تقی عثمانی، جہاں دیدہ (بیس ملکوں کا سفر نامہ)، ص: ۱۵، کراچی، مکتبہ معارف القران ۲۰۱۰ء　　۶۔ ایضا، ص: ۱۷

۷۔ ابن قتیبہ، مقدمہ المعارف، ص: ۱۲۷، قاہرہ، دار المعارف　　۸۔ محمد تقی عثمانی، ص: ۱۸

۹۔ الخطیب البغدادی، تاریخ مدینۃ السلام، ج: ۱، ص: ۶۹، بیروت، مکتبہ دار الغرب الاسلامی، ۲۰۰۱ء

۱۰۔ ایضا، ج: ۱، ص: ۴　　۱۱۔ محمد تقی عثمانی، ص: ۱۹

۱۲۔ محمودہ عثمان حیدر، مشاہدات بلاد اسلامیہ، ص: ۱۰۸، کراچی، ادارہ علم مجلسی، ۱۹۶۲ء

۱۳۔ ایضا، ص: ۱۱۰　　۱۴۔ محمد تقی عثمانی، ص: ۷۷　　۱۵۔ ایضا، ص: ۷۷

۱۶۔ ابن بطوطہ، سفر نامہ ابن بطوطہ، مترجم: رئیس احمد جعفری، ص: ۲۴۵، کراچی، نفیس اکیڈیمی اردو بازار۔

۱۷۔ ایضا، ص: ۲۴۶　　۱۸۔ الخطیب البغدادی، ج: ۴، ص: ۶۲۶

۱۹۔ ابن جبیر اندلسی، رحلۃ ابن جبیر، ص: ۲۲۹، بیروت، دار صادر

۲۰۔ ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، ج: ۱۳ ص: ۶، مصر، مطبۃ السعادہ الجوار محافظہ، ۱۹۳۲ء

۲۱۔ چھٹی صدی ہجری کے مشہور سیاح ابن جبیر اندلسی نے ۵۸۰ھ / ۱۱۸۴ء میں بغداد کا سفر کیا اور اپنے سفر نامے میں بغداد کے حالات بیان کیے ہیں۔

۲۲۔ مترجم: رئیس احمد جعفری، ص: ۲۴۳　　۲۳۔ ابن جبیر، ص: ۲۱۹

۲۴۔ ابن جوزی، صید الخاطر، ص: ۳۳۴، دمشق، دار القلم، ۲۰۰۴ء